

حماس اسرائیل جنگ

محمد آصف نور

اسرائیل اور حماس کے درمیان دیرینہ تنازعہ اکتوبر 2023 کے مہینہ میں خوفناک حد تک بڑھ گیا جس کے نتیجے میں فلسطین کے معصوم شہریوں کو خون میں نہلایا گیا۔ غزہ ایک تباہ کن انسانی بحران کا مرکز بن گیا ہے کیونکہ اسرائیل اور حماس کے درمیان محاصرت کی شدت نے اس خطے کو خطرناک بحران میں ڈال دیا ہے۔ حالیہ پیش رفت، جس میں مسلسل اسرائیلی بمباری اور اہم بنیادی ڈھانچے، خاص طور پر صحت کی دیکھ بھال کی سہولیات کو سٹرٹیجک نشانہ بنایا گیا، نے کراس فائر میں پھنسے شہریوں کے خطرے کو واضح کر دیا ہے۔ جغرافیائی سیاسی پیچیدگیوں، علاقائی حرکیات اور تاریخی شکایات کے پس منظر میں، غزہ کے عوام کے مصائب ایک باریک بینی سے جانچ پڑتال کا متقاضی ہیں، جس میں اس تنازعہ کی بنیادی وجوہات کے ساتھ بین الاقوامی حساب کتاب کی فوری ضرورت اور ایک منصفانہ اور دیرپا کوششوں کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔



حماس اور اسرائیل کے درمیان تنازعہ کی جڑیں اسرائیل۔ فلسطینی تنازعہ کی پیچیدہ تاریخ میں گہری ہیں، جو دہائیوں پر محیط ہے اور اس میں تاریخی، مذہبی اور جغرافیائی جہتیں شامل ہیں۔ تنازعہ کی جڑیں 19 ویں صدی کے آخر اور 20 ویں صدی کے اوائل میں تلاش کی جاسکتی ہیں جب مشرق وسطیٰ میں قوم پرست تحریکیں ابھریں۔ 1948 میں ریاست اسرائیل کے قیام اور اس کے نتیجے میں ہونے والی عرب اسرائیل جنگوں نے کشیدگی

میں شدت پیدا کر دی، جس کے نتیجے میں لاکھوں فلسطینی بے گھر ہوئے۔ کئی سالوں میں، 1967 میں چھ روزہ جنگ اور 1973 میں یوم کپور جنگ سمیت مختلف تنازعات نے خطے کے منظر نامے کو مزید شکل دی۔

ان تنازعات کے دوران مغربی کنارے اور غزہ کی پٹی کے فلسطینی علاقے اسرائیلی کنٹرول میں آ گئے، جس کے نتیجے میں سمجھی جانے والی نا انصافیوں کے جواب میں حماس سمیت قوم پرست تحریکوں نے جنم لیا۔ 1980 کی دہائی کے آخر میں قائم ہونے والی حماس ایک اہم کھلاڑی کے طور پر ابھری، جس نے سیاسی اور عسکریت پسند عناصر کو اسرائیلی قبضے کے خلاف مزاحمت اور ایک آزاد فلسطینی ریاست کے قیام کے ہدف کے ساتھ یکجا کیا۔ 1990 کی دہائی میں اوسلو معاہدے کا مقصد امن کا حصول تھا، لیکن یروشلم کی حیثیت اور فلسطینی پناہ گزینوں کی واپسی کے حق سمیت اہم مسائل کو حل کرنے میں ناکامی نے جاری کشیدگی میں اہم کردار ادا کیا۔ 2000 کی دہائی کے اوائل میں دوسری انتفاذہ اور اس کے بعد کے تنازعات، بشمول غزہ جنگ، نے دشمنی کو بڑھا دیا۔ 2007 کے بعد سے غزہ کی ناکہ بندی نے انسانی بنیادوں پر چیلنجز کو بڑھا دیا ہے، جس سے تشدد کے چکر میں اضافہ ہوا ہے۔ اس تنازعے کی تاریخ جغرافیائی سیاسی تحفظات، تاریخی شکایات اور مسابقتی قومی امنگوں کا ایک پیچیدہ تعامل ہے جو خطے کے ہنگامہ خیز منظر نامے کو تشکیل دیتے رہتے ہیں۔



حماس اور اسرائیل کے درمیان تنازعہ کئی دہائیوں پر محیط ہے، جس میں کشیدگی، تشدد اور امن کی وقفے وقفے سے کوششوں کا سلسلہ جاری ہے۔ اس تصادم کی نمایاں خصوصیات میں سے ایک دو اداروں کے درمیان طاقت میں عدم توازن ہے۔ اسرائیل، اپنی جدید فوجی صلاحیتوں اور بین الاقوامی حمایت کے ساتھ، ایک غالب پوزیشن پر فائز ہے، جب کہ حماس، جو ابتدا میں ایک مزاحمتی گوریلا تحریک کے طور پر قائم ہوئی، نے

غیر متناسب حربوں کا سہارا لیا۔ اس تنازعے نے جنگوں کا ایک سلسلہ دیکھا ہے، جیسے کہ 2008، 2012 اور 2014 میں غزہ کی جنگیں، جن کی خصوصیت شدید فوجی حرکت، زیادہ شہری ہلاکتیں، اور وسیع پیمانے پر تباہی ہے۔ ایک اور قابل ذکر پہلو سیاسی، مذہبی اور علاقائی مسائل کا پیچیدہ گتھم گتھا ہے، جس میں یروشلم اور فلسطینی پناہ گزینوں کی حیثیت تنازعات کے مرکزی نکات ہیں۔ گہری جڑوں والی تاریخی شکایات کے ساتھ مل کر ایک جامع اور باہمی طور پر متفقہ قرارداد کی کمی نے تشدد کا سلسلہ جاری رکھا ہے۔ 2007 سے غزہ کی جاری ناکہ بندی نے انسانی بحران کو مزید بڑھا دیا ہے جس سے عام فلسطینیوں کی زندگی متاثر ہو رہی ہے۔



تاہم اس بار تنازعہ بڑھنے کی خطرناک سطح پر ہے۔ ہسپتالوں سمیت اہم سہولیات کو نشانہ بنانے نے پہلے سے ہی غیر یقینی صورتحال کو بڑھا دیا ہے، جس سے ہزاروں افراد خطرے میں پڑ گئے ہیں۔ الشفاء اور القدس ہسپتال، جو کہ شمالی غزہ کے لوگوں کے لیے اہم لائف لائن ہیں، نے ایندھن اور ادویات کی کمی کی وجہ سے نئے مریضوں کے لیے اپنے دروازے بند کر دیے ہیں، جس سے ان لوگوں کی زندگیوں کو شدید خطرات لاحق ہو گئے ہیں جو پہلے سے موجود ہیں۔ اسرائیلی فورسز کی طرف سے محاصرہ کیے گئے ہسپتال، اب اس جگہ پر کام کر رہے ہیں، ان کا عملہ بنیادی دیکھ بھال فراہم کرنے کے لیے جدوجہد کر رہا ہے۔ جیسے جیسے تشدد میں شدت آتی جا رہی ہے، غزہ شہر میں ایک بار پھلتا پھولتا الشفاء ہسپتال ایک میدان جنگ بن گیا ہے، جو حماس کو ختم کرنے کے لیے اسرائیل کی زمینی کارروائی کے دوران بار بار حملوں کی زد میں ہے۔ اس کے نتائج سنگین ہیں، ہزاروں افراد سنگین حالات میں پھنسے ہوئے ہیں، اور اس کی دیواروں کے اندر مریضوں اور پناہ گزینوں کی زندگیوں کے لیے خوف بڑھ رہا



ہے۔ اقوام متحدہ کے عملے کے ارکان کو نشانہ بنانے سے ان میں سے تقریباً 100 افراد کی ہلاکت کی صورت حال مزید پیچیدہ ہو گئی ہے، جہاں پوری دنیا کی انسانیت جنگ بندی اور تنازعات کے خاتمے کا مطالبہ کر رہی ہے۔

اکتوبر 2023 کے واقعات معمول سے ایک پریشان کن رخصتی کی نمائندگی کرتے ہیں۔ حماس کی طرف سے جنوبی اسرائیل میں دراندازیوں اور راکٹ حملوں سے جو شروع ہوا وہ تیزی سے ایک مکمل جنگ میں تبدیل ہو گیا، اسرائیل نے غزہ کا مکمل محاصرہ کر لیا۔ راکٹ فائر کے بعد میں آئے روز کے تبادلے نے عام شہریوں کی زندگی کو بقا کی روزمرہ کی جدوجہد میں تبدیل کر دیا ہے۔ جغرافیائی سیاسی بساط سے ہٹ کر، یہ تسلیم کرنا بہت ضروری ہے کہ یہ تنازعہ کوئی بے چہرہ تنازعہ نہیں ہے بلکہ حقیقی وقت میں سامنے آنے والا ایک انسانی المیہ ہے۔

ترک صدر رجب طیب اردگان نے اسرائیل کی جارحیت کو روکنے کے لیے امریکہ پر دباؤ ڈالتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ واشنگٹن کسی بھی اہم معاہدے کے لیے غزہ کو فلسطینی سرزمین کے طور پر تسلیم کرے۔ تاہم، جیسے جیسے سفارتی کوششیں سامنے آرہی ہیں، غزہ کے لوگوں کی تکالیف کو دور کرنے کے لیے فیصلہ کن اقدام کی فوری ضرورت سب سے اہم ہے۔ یہ متحرک بین الاقوامی منظر نامہ تنازعہ میں پیچیدگی کی تہوں کو جوڑتا ہے، جس سے خطے کو ایک منصفانہ اور دیرپا حل کی طرف لے جانے میں عالمی طاقتوں کے کردار اور ذمہ داری کا ایک باریک تجزیہ کرنے کی ضرورت ہے۔

دونوں طرف سے بڑھتے ہوئے جانی نقصان اور ہسپتالوں سمیت اہم انفراسٹرکچر ہدف بننے کے ساتھ، بین الاقوامی برادری کے ردعمل کی جانچ پڑتال کی جارہی ہے۔ ریاستہائے متحدہ، جو خطے کا ایک اہم کھلاڑی ہے، کو اسرائیل کی جارحیت کو روکنے کے لیے دباؤ بڑھانے کے مطالبات کا سامنا ہے، جب کہ علاقائی رہنما تشدد کو روکنے کے لیے ٹھوس منصوبہ تلاش کرنے میں مصروف ہیں۔ جوں جوں تنازعہ شدت

اختیار کرتا جا رہا ہے، کراس فائر میں پھنسے شہریوں کی حالت زار بدستور تشویشناک ہے، جس کے لیے جغرافیائی سیاسی حرکیات اور پائیدار حل کی راہ کو تشکیل دینے میں بااثر قوموں کے ممکنہ کردار کی باریک بینی سے جانچ پڑتال کی ضرورت ہے۔ علاقائی اور بین الاقوامی تعاملات کا یہ پیچیدہ جال غزہ میں انسانی بحران کے خاتمے کے لیے فیصلہ کن سفارتی اقدامات کی فوری ضرورت کو مزید واضح کرتا ہے۔ علاقائی حرکیات نے پیچیدگی کی ایک اور پرت کا اضافہ کیا، جس میں اسرائیلی وزیراعظم بنجمن نیتن یاہو نے جنگ کے بعد کی فلسطینی اتھارٹی کی حکومت کے لیے کوئی کردار ماننے سے انکار کر دیا۔

فوری تنازعات کے علاوہ، غزہ کی اندرونی نظم و نسق کی حرکیات توجہ میں آرہی ہیں۔ اسرائیلی وزیراعظم بنجمن نیتن یاہو کا جنگ کے بعد غزہ میں موجودہ فلسطینی اتھارٹی کے کردار کو مسترد کرنے سے خطے کی مستقبل کی انتظامیہ پر سوالات اٹھتے ہیں۔ پیچیدہ سیاسی تدبیریں اور طاقت کی کشمکش تنازعات کے بعد ایک مربوط حکمرانی کے ڈھانچے کے قیام میں چیلنجوں کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ دریں اثناء، غزہ کے اندر مایوس کن حالات نہ صرف فوری تشدد سے نمٹنے کے لیے بین الاقوامی توجہ کی ضرورت کو بڑھاتے ہیں بلکہ سفارتی کوششوں میں بھی شامل ہوتے ہیں جو خطے کی طویل مدتی حکمرانی اور استحکام کو مد نظر رکھتے ہیں۔ جیسا کہ رہنما ان پیچیدگیوں کو نیوگیٹ کرتے ہیں، غزہ کی شہری آبادی کی تقدیر سب سے آگے رہتی ہے، جس میں ایک جامع نقطہ نظر کی ضرورت ہوتی ہے جو فوری بحران اور تشدد کے دور کو برقرار رکھنے والے پائیدار سیاسی چیلنجوں دونوں کو حل کرے۔

سفارتی طور پر، تنازعہ نے متنوع ردعمل کو جنم دیا ہے، جنگ بندی کے مطالبات سے لے کر اسرائیل کے خلاف سخت تعزیراتی اقدامات کے مطالبات تک۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی حالیہ قرارداد "فوری، پائیدار اور پائیدار انسانی ہمدردی کی جنگ" پر زور دیتی ہے، اس بحران سے نمٹنے کی عالمی کوششوں میں ایک اہم پیشرفت ہے۔ تاہم، اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں تعطل اور سابقہ قراردادوں کی ناکامی بین الاقوامی سطح پر اتفاق رائے کے حصول میں درپیش چیلنجوں کی نشاندہی کرتی ہے۔ ممکنہ طور پر اسرائیلی سفیر کو ملک بدر کرنے کے لیے آرلینڈ کی پارلیمانی تحریک اسرائیل کے اقدامات سے بڑھتے ہوئے عدم اطمینان کی مزید عکاسی کرتی ہے۔ یہ سفارتی حربے بین الاقوامی برادری کے لیے اختلافات پر قابو پانے، ایک متفقہ ردعمل پیدا کرنے، اور تشدد کے خاتمے، شہریوں کی حفاظت، اور اسرائیل اور حماس کے درمیان تنازعہ کے پائیدار حل کی راہ ہموار کرنے کے لیے با معنی اقدامات کرنے کی عجلت کو اجاگر کرتے ہیں۔

جب ہسپتال مسلسل حملوں کی زد میں ہیں، کراس فائر میں پھنسے شہریوں کو سنگین حالات کا سامنا ہے، فوری جنگ بندی کی فوری ضرورت پر زور دیتے ہوئے بین الاقوامی ردعمل، جس میں سفارتی بات چیت اور قراردادوں کا نشان لگایا گیا ہے، پیچیدہ جغرافیائی سیاسی منظر نامے کی عکاسی کرتا ہے لیکن یہ ایک متحد محاذ کے حصول میں درپیش چیلنجوں کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ علاقائی حرکیات، طاقت کی کشمکش، اور مختلف عالمی تناظر

ایک منصفانہ اور دیر پا حل کی راہ کو مزید پیچیدہ بنا دیتے ہیں۔

چونکہ دنیا اس بحران کی کثیر جہتی جہتوں سے دوچار ہے، فوری توجہ تشدد کو روکنے، انسانی امداد کی فراہمی کو یقینی بنانے اور غزہ کے لوگوں کی زندگیوں کے تحفظ پر مرکوز ہونی چاہیے۔ فوری تنازعات سے ہٹ کر، سفارتی کوششوں کو اس جنگ سے تباہ حال خطے میں مزید پرامید مستقبل کے لیے بنیادی وجوہات، گورننس کے مسائل کو حل کرنے اور استحکام کو فروغ دینا چاہیے۔ غزہ کے مصائب نہ صرف بین الاقوامی توجہ بلکہ تشدد کے چکر کوڑنے اور دیر پا امن کی بنیاد رکھنے کے لیے اجتماعی عزم کا تقاضا کرتے ہیں۔

یہ عالمی اور مسلم برادریوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ مشرق وسطیٰ میں جنگ کو روکنے اور دیر پا امن کے قیام کے لیے فوری کوششوں کو ترجیح دیں۔ غزہ کا مصائب نہ صرف اس کے عوام کے لیے ایک المیہ ہے بلکہ عالمی ضمیر پر بھی ایک اخلاقی سوال ہے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ بین الاقوامی کوششوں کو دوگنا کیا جائے اور تشدد اور مایوسی کو تراجائے۔ مستقل سفارتی مشغولیت، بین الاقوامی تعاون، انسانی ہمدردی کے قوانین کی پیروی، اور انصاف اور انسانی حقوق کے عزم کے ذریعے، دنیا اس شورش زدہ سرزمین میں دیر پا امن اور استحکام لانے کی خواہش کر سکتی ہے کیونکہ فلسطینی امن اور شناخت کے مستحق ہیں۔

عالمی برادری کو انسانی حقوق اور بین الاقوامی قانون کی پاسداری کرنی چاہیے اور فلسطینیوں کے مصائب کو تسلیم کرنا چاہیے، جنہوں نے کئی دہائیوں سے اجتماعی سزائیں برداشت کی ہیں۔ موجودہ تنازعہ دور رس نتائج کے ساتھ ایک انسانی تباہی کی تشکیل کرتا ہے، اور اس کے خطے کو غیر مستحکم کرنے اور دیگر تنازعات کو متاثر کرنے کی صلاحیت پائیدار امن کے لیے فوری بین الاقوامی توجہ اور اقدام کی ضرورت ہے۔

